19563 ۹۲۰۲

۷۸۶

بندہ کا تعلق قبائلی علاقہ درہ آدم خیل سے ہے ماضی قریب میں چونکہ بڑے پیمانہ پر یہاں (درہ آدم خیل) کوئلہ کی کانیں دریافت ہوئی ہیں جس کی وجہ سے یہاں نت نئے مسائل پیش آرہے ہیں جس کے متعلق آپ حضرات (دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی) کی شرعی رہنمائی چاہتے ہیں تاکہ یہاں کے عوام الناس ناجائز اور حرام کے ارتکاب سے بچ کر حلال کمائی حاصل کریں۔

ابتداءً یہ عرض کرنا ہے کہ یہاں کے جو پہاڑ ہے وہ ہمارے عرف میں قبائلی، مقامی اور علاقائی ملکیت شمار ہوتی ہے، اکثر ہر علاقے اور قبیلے والوں کے علیحدہ پہاڑ ہوتے ہیں، یا تو ان کی زمینیں ان کے متصل ہوتی ہیں یا گھر وغیرہ متصل ہوتے ہیں، جس میں ایک علاقے والے دوسرے علاقے والوں کے پہاڑ میں ان کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کرسکتے، اور یہ لوگ اپنے پہاڑوں سے ہر قسم کے فوائد حاصل کرتے رہتے ہیں، مذکورہ صورت حال کے پیشِ نظر درج ذیل امور کی وضاحت مطلوب ہیں:

(۱)۔ مذکورہ قسم کے پہاڑ کس کی ملکیت ہے، ان علاقہ والوں کی جن کی زمینیں یا گھر وغیرہ ان پہاڑوں کے قریب ہیں یا "موات" میں شامل ہو کر تمام لوگ اس میں شریک ہیں یا حکومت کی ملکیت ہے؟

(۲)۔ نیز علاقہ والوں کے لئے ان سے ہر قسم کے فوائد حاصل کرنا (مثلاً ان پہاڑوں پر جو درخت لگے ہوتے ہیں ان کو کاٹ کر گھریلو ایندھن کے لئے استعمال میں لانا، ان پر جو خودرو گاس وغیرہ اگتا ہے ان کو کاٹ کر استعمال میں لانا، یا وہاں مویشیاں چرانا) شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۳)۔ اور ایک اہم مسئلہ یہ کہ بسا اوقات ان پہاڑوں میں معدنیات مثلاً کوئلہ یا سنگِ مرمر یا یاقوت یا زمرد وغیرہ قیمتی دھات دریافت ہو جاتے ہیں اس صورت میں مذکورہ پہاڑ اور دیگر معدنیات کس کی ملکیت ہوگی، اور شرعاً حکومت کا ان کو اپنی ملکیت قرار دینا درست ہے؟

(۴)۔۔۔ کیا کوئلہ میں خمس واجب ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں بھی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: مولوی سہیل منان عفی عنہ

مدرس مدرسہ عربیہ کاشف العلوم متنی پشاور

رابطہ نمبر: 0336 8393601

03040907307

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۹/۲۱۰۸

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

(ا)---پہاڑوں کی ملکیت سے متعلق تفصیل درج ذیل ہے کہ:

(الف)---وہ غیر آباد جنگلات اور بے کار پہاڑی زمینیں جو نہ کسی خاص شخص کی ملکیت میں داخل ہیں اور نہ کسی بستی کی ضروریات ان سے متعلق ہیں اور نہ بالفعل قابلِ زراعت و انتفاع ہیں ایسی زمینوں کو اصطلاحِ شریعت میں "ارضِ موات" کہتے ہیں اور ارض موات کا حکم یہ ہے کہ ان میں تمام لوگوں کا مساوی حق ہے اس حق کو استعمال کرنے کیلئے حکومت قواعد بھی بنا سکتی ہے اور یہ شرط بھی عائد کر سکتی ہے کہ آباد کرنے کیلئے حکومت سے اجازت لینا ضروری ہے ،ان قواعد کے مطابق یا حکومت کی اجازت کے ساتھ جو شخص سب سے پہلے اس میں سے کسی حصۂ زمین کو آباد کرے گا تو وہ اتنی زمین کا مالک قرار پائے گا جو اس نے آباد کی ہے اور اس کو اس زمین میں مالکانہ حقوق حاصل ہوں گے، کسی اور کے لیے اُس شخص کے آباد کردہ حصے میں کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں ہو گا۔

(ب)---جو پہاڑی زمینیں ایسی ہوں کہ بستی والوں کی عام اور مشترک ضروریات ان سے وابستہ ہوں خواہ بستی کے اندر گلی کوچے اور سڑکیں وغیرہ ہوں یا کسی بستی سے باہر عید گاہ، چراگاہ، ایندھن کے حصول کے لئے یا قبرستان وغیرہ، تو وہ ارضِ موات میں داخل نہیں بلکہ وہ "شاملات" کہلاتی ہیں اور ان کا حکم یہ ہے کہ کسی وقت کسی شخص کا اس پر مالکانہ قبضہ و تصرف جائز نہیں نہ سلطانِ مسلم خود ان کا مالک بن سکتا ہے نہ دوسرے کو مالک بنا سکتا ہے نہ کسی کو بطور جاگیر دے سکتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ باشندگانِ بلدہ کی مشترک ضروریات کے لئے مثل وقف کے محفوظ رہیں گے جس میں تمام باشندوں کو مساوی حق ہو گا، اس قسم کے رقبہ کی حد بندی حکومت بھی کر سکتی ہے اور گاؤں والے باہمی رضامندی سے بھی کر سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ جو زمینیں کسی بستی کی ضروریات میں مشغول ہیں صحیح و مختار مذھب یہ ہے کہ ان میں بستی کے قریب یا بعید ہونے کی کوئی قید نہیں اور بعض ائمہ کرام رحمہم اللہ نے جو بستی کے قریب ہونے کی قید اور اس کی مقدار کی تعیین کی ہے وہ عام عادت کی بناء پر ہے کہ عموماً بستی کی ضروریات اس کے قرب و جوار سے ہی متعلق ہوتی ہیں۔

(مأخذہ: اسلام کا نظامِ اراضی ص ۲۰،۱۹، وعدالتی فیصلے ۲/ ۲۸۳ و فتاوی عثمانی ۴/ ۱۸۳)

لہذا صورت مسئولہ میں جو پہاڑ گاؤں کے مرافق و مرعی میں سے نہ ہوں تو اس وقت یہ پہاڑی زمین "ارضِ موات" ہو گی، اور اس کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ جو شخص حکومت کی اجازت سے اس کا احیاء (آباد کاری) کرے اور اسے قابل کاشت بنائے یا اس میں عمارت بنائے وہی اس کا مالک کہلائیگا۔

اور جو پہاڑ اس گاؤں کے مرافق و مرعی میں سے ہو، یعنی گاؤں والوں کی ضروریاتِ زندگی مثلاً چراگاہ یا ایندھن وغیرہ کا حصول اس سے وابستہ ہو تو کسی شخص یا قوم کا اس پہاڑ پر قبضہ کرنا یا اپنی ملکیت کا دعویٰ کرنا شرعی اعتبار سے

(جاری ہے---)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

درست نہیں ہے کیونکہ مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ایسی پہاڑی زمین کسی شخص یا کسی خاص قوم کی ملکیت نہیں ہوتی، البتہ گاؤں والے مشترکہ طور پر اس سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

صحيح البخاري–نسخة طوق النجاة – (١ / ٢٣٥)

حدثنا يحيى بن بكير حدثنا الليث عن عبيد الله بن أبي جعفر عن محمد بن عبد الرحمن عن عروة عن عائشة رضي الله عنها عن النبي– صلى الله عليه وسلم – قال {من أعمر أرضا ليست لأحد فهو أحق} قال عروة قضى به عمر – رضي الله عنه – في خلافته،

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (٦ / ١٩٤)

(أما) الأول: فالأرض الموات هي أرض خارج البلد لم تكن ملكا لأحد ولا حقا له خاصا فلا يكون داخل البلد موات أصلا، وكذا ما كان خارج البلدة من مرافقها محتطبا بها لأهلها أو مرعى لهم لا يكون مواتا حتى لا يملك الإمام إقطاعها؛ لأن ما كان من مرافق أهل البلدة فهو حق أهل البلدة كفناء دارهم وفي الإقطاع إبطال حقهم.

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية – (٦ / ١٩٤)

(وأما) بيان ما يثبت به الملك في الموات وما لا يثبت ويثبت به الحق فالملك في الموات يثبت بالإحياء بإذن الإمام عند أبي حنيفة، وعند أبي يوسف ومحمد – رحمهم الله تعالى – يثبت بنفس الإحياء وإذن الإمام ليس بشرط.

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام – (٣ / ٢٧٩)

(الأراضي القريبة من العمران تترك للأهالي على أن تتخذ مرعى أو بيدرا أو محتطبا وتدعى هذه الأراضي الأراضي المتروكة) الأراضي القريبة من العمران،،،إلى قوله: وتدعى هذه الأراضي الأراضي المتروكة فلا يجوز إحياء هذه الأراضي ولا تمليكها لآخر،،،الخ،

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي – (٢٢ / ٣٣٨)

(وَلَا يَجُوزُ إحْيَاءُ مَا قَرُبَ مِنْ الْعَامِرِ وَيُتْرَكُ مَرْعًى لِأَهْلِ الْقَرْيَةِ وَمَطْرَحًا لِحَصَائِدِهِمْ) لِتَحَقُّقِ حَاجَتِهِمْ إلَيْهَا حَقِيقَةً أَوْ دَلَالَةً عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ ، فَلَا يَكُونُ مَوَاتًا لِتَعَلُّقِ حَقِّهِمْ بِهَا بِمَنْزِلَةِ الطَّرِيقِ وَالنَّهْرِ . عَلَى هَذَا قَالُوا : لَا يَجُوزُ لِلْإِمَامِ أَنْ يَقْطَعَ مَا لَا غِنَى بِالْمُسْلِمِينَ عَنْهُ كَالْمِلْحِ وَالْآبَارِ الَّتِي يَسْتَقِي النَّاسُ مِنْهَا لِمَا ذَكَرْنَا .

(جاری ہے۔۔۔)

دارالافتاء

Scanned by CamScanner

الدر المختار – (٦ / ٤٣١)

(إِذَا أَحْيَا مُسْلِمٌ أَوْ ذِمِّيٌّ أَرْضًا غَيْرَ مُنْتَفَعٍ بِهَا وَلَيْسَتْ بِمَمْلُوكَةٍ لِمُسْلِمٍ وَلَا ذِمِّيٍّ (وَهِيَ بَعِيدَةٌ مِنْ الْقَرْيَةِ ...... (إِنْ أَذِنَ لَهُ الْإِمَامُ فِي ذَلِكَ)،وكذا في الفتاوى الهندية – (٥ / ٣٨٥)

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٤٤٠)

وَالْحَطَبُ فِي مِلْكِ رَجُلٍ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْتَطِبَهُ بِغَيْرِ إذْنِهِ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مِلْكٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَلَا يَضُرُّ نِسْبَتُهُ إلَى قَرْيَةٍ أَوْ جَمَاعَةٍ مَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّ ذَلِكَ مِلْكٌ لَهُمْ،

الاختيار لتعليل المختار (٣ / ٦٦):

وهو بعيد عن العمران، إذا وقف إنســان بطرف العمران ونادى بأعلى صوته لا يسمع – من أحياه بإذن الإمام ملكه مسلما كان أو ذميا) ؛ لأن ما كان قريبا من العمران يرتفق الناس به عادة، فيطرحون به البيادر، ويرعون فيه المواشي.

وعن محمد أنه يعتبر أن لا يرتفق به أهل القرية وإن كان قريبا، والمختار هو الأول؛ لتعلق حقهم به حقيقة أو دلالة، فلا يكون مواتا. وكذلك إذا كان محتطبا لهم لا يجوزإحياؤه؛ لأنه حقهم.

(۲)۔۔۔مذکورہ پہاڑوں سے علاقہ والوں کا عام درختوں کو کاٹ کر گھریلو ایندھن کے لئے استعمال میں کرنا، خودرو گھاس کو کاٹ کر استعمال میں لانا اور ان پہاڑوں میں مویشیاں چرانا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ حکومت کی طرف سے اس کاٹنے پر پابندی نہ ہو لیکن قیمتی درخت جن کے کاٹنے کی پابندی ہو (جیسا کہ حکومت صوبہ سرحد (خیبر پختونخواہ) کے ہزارہ فارسٹ ایکٹ ۱۹۳۶ء (ایکٹ نمبر ۶ در ۱۹۳۶ء) کے نام سے قانون کی دفعہ ۱۲ میں مذکور ہے)، حکومت کی اجازت کے بغیر انہیں کاٹنا درست نہیں۔

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام (٣/ ٢٥٠و٢٥٤و٢٥٥و٢٦٢و٢٦٥)

الكلأ – هو على ثلاثة أنواع أيضـــا، النوع الأول: وهو الأعم هو الكلأ النابت في الأرض الغير المملوكة لأحد، وحكمه مذكور في المواد (١ ٢٤ ١ و ٢٥٦ ١ و ٢٥٨ ١) ، والناس في هذا الكلأ شـــركاء بإطعامه لحيواناتهم وباحتشاشه. كما أن الكلأ النابت في الأراضي التي لا صاحب لها كالأراضي الموات والجبال المباحة مباح

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

المادة (١٢٥٣) – (لكل شخص أيا كان أن يحتطب الأشجار النابتة من نفسها في الجبال المباحة وبمطلق الاحتطاب يعني بجمعها يصير مالكا ولا يشترط الربط) .

المادة (١٢٤٣) – (الأشجار التي نبتت من نفسها في الجبال المباحة أي الجبال التي لم تدخل في يد تملك أحد مباحة) كذلك الأشجار المنسوبة إلى قرية أو أهلها الواقعة في فناء القرية ولم تكن في ملك أحد الخاص فلا بأس من احتطابها إذا لم يكن معلوما بأنها ملك لأحد (الخانية) .

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام (٣/ ٢٦٥)

المادة (١٢٥٦) – (لكل أحد أن يطعم حيوانه الكلأ النابت في المحال التي لا صاحب لها ويأخذ ويحرز منه قدر ما يريد) لكل أحد أن يطعم حيوانه الكلأ النابت في المحال التي لا صاحب لها كالجبال والأراضي الموات ويأخذ ويحرز منه قدر ما يريد وليس لأحد منعه لأن الكلأ مباح ولكل حق الانتفاع بالمباح وتعبير

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام (٣/ ٢٦٣)

المادة (١٢٥٤) – (يجوز لكل أحد الانتفاع بالمباح، لكنه مشروط بعدم الإضرار بالعامة) .

عدالتی فیصلے جلد ۲ صفحہ ۲۸۲

لیکن جس طرح نوتوڑ کو منظم بنانے کے لئے حکومت اسے کچھ قواعد کا پابند بنا سکتی ہے، اسی طرح درختوں کی دولت کا صحیح استعمال اور انھیں مفادعامہ کے لئے زیادہ کارآمد بنانے کی خاطر اس عمل کو بھی قواعد کا پابند بنایا جاسکتا ہے، ضلع ہزارہ کے جنگلات کے سلسلے میں ہزارہ فارسٹ ایکٹ ۱۹۳۹ء کی دفعہ ۱۲ میں کچھ قواعد وضع کیے گئے ہیں، اس وقت چونکہ اس قانون کو ہمارے سامنے چیلنج نہیں کیا گیا، اس لیے اس قانون اور اس کے تحت بنائے ہوئے قواعد کی شرعی حیثیت ہمارے موضوع سے خارج ہے لیکن اس قانون کے تحت عملاً صورت حال یہ ہے کہ اس علاقے کے شاملات سے جو درخت گرائے جاتے ہیں ان کی فروخت صوبائی حکومت کے زیر نگرانی عمل میں آتی ہے، اور ان کی قیمت کا ایک حصہ حکومت کو جاتا ہے، اور دوسرا شاملات کے حقداروں کے درمیان "مالکانہ" کے نام سے تقسیم کیا جاتا ہے۔

دار الافتاء

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

(۳)۔۔ جن پہاڑوں میں معدنیات ہوں اُن سے متعلق تفصیل یہ ہے کہ قانوناً مذکورہ معادن حکومت کی ملکیت ہیں، چنانچہ صوبائی حکومت سے منظور شدہ ایکٹ ۱۹۶۷ء کے دفعہ ۴۹ میں تمام معدنیات کو حکومتِ پاکستان کی ملکیت قرار دیا گیا ہے، دفعہ ۴۹ ملاحظہ فرمائیں:

"کسی دیگر قانون میں عدالت یا کسی دیگر حکم مجاز نامے یا ڈگری یا کسی دستور یا رواج کے قاعدے یا کسی معاہدے، دستاویز یا کسی دیگر دستاویز میں کسی برعکس امر کے باوجود تمام کان ہائے اور معدنیات تصور ہوں گی اور ہمیشہ تصور کی جائیگی کہ وہ حکومت کی ملکیت ہیں اور حکومت کو اس نسبت اپنے مفاد کے مناسب استعمال کے لئے تمام ضروری اختیارات حاصل ہونگے" (بحوالہ میاں انعام الحق، مجموعہ قوانین مال۔ ۲۰۱۱ء ایڈیشن، ناشر منصور بک ہاؤس)

اور شرعاً احناف کے نزدیک اگرچہ مذکورہ معدنیات مباح الاصل ہیں لیکن عصرِ حاضر میں چونکہ معدنیات (گیس، پٹرول، وغیرہ) ملکی آمدنی کے اہم ذرائع میں سے ہیں، چاندی، سونا، کوئلہ، گیس اور پیٹرول وغیرہ کی کانیں ملکی معیشت پر بہت اثر انداز ہوتی ہیں، اور بڑے پیمانے پر اس سے نفع حاصل کرنا بعض اوقات انفرادی طور پر ممکن نہیں ہوتا، اس لئے کہ معدنیات کی تلاش، اسکو قابلِ استعمال بنانے اور وسیع پیمانے پر اسکی تجارت کے لئے بہت زیادہ محنت، مہارت اور کثیر وسائل و سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے، نیز اس کے نفع کو عام کر کے مملکت کی تمام عوام کو اس سے مستفید کرنا اور اس پر اجارہ داری قائم ہونے سے محفوظ رکھنا بھی بظاہر اسوقت تک ممکن نہیں، جب تک کہ خود حکومت ہی اسکا انتظام نہ کرے، لہٰذا اگر کوئی حکومت (خواہ وہ اپنے عام قوانین میں فقہ حنفی ہی کی پابند ہو) مذکورہ امور کے پیشِ نظر مصالحِ عامہ کے لئے معدنیات کو اپنی ملکیت میں رکھنے کو مصلحت سمجھے، تو وہ "فقہ مالکی" کے مطابق بھی قانون جاری کر سکتی ہے، جس کے مطابق معدنیات حکومت کی ملکیت ہوتی ہیں، (لأن حکم الحاکم رافع للخلاف)۔ (مأخذہ التبویب: ۴۰/۳۴۰، ۲۲ و ۲۰۹۸/ ۷۸ مصدقہ)

لہٰذا مذکورہ بالا تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ کوئلہ اور دیگر معدنی ذخائر کے پہاڑ مباح الاصل میں سے ہے لیکن مذکورہ بالا ۱۹۶۷ء کے منظور شدہ ایکٹ کے دفعہ ۴۹ کے تحت یہ معدنیات قانوناً حکومت کی ملکیت ہیں، نیز مباح امور میں مصلحتِ عامہ کی خاطر کسی ملک کے بنائے ہوئے جائز قوانین کی پابندی کرنا شرعاً واجب ہے، اس کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے۔

واضح رہے کہ مذکورہ حکم اُس صورت میں ہے جبکہ مذکورہ معادن کسی کی ذاتی ملکیت والی زمین میں نہ ہوں، کسی کے ذاتی ملکیت والی زمین جو قانونی طور پر اس کی ذاتی ملکیت ہو اس میں معادن پائے جانے کی صورت میں اُس کا حکم عام مشترکہ پہاڑوں سے مختلف ہے، اُن کا حکم معلوم کرنے کے لئے آپ "دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی" سے دوبارہ سوال کر کے معلوم کر سکتے ہیں۔

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

البيان والتحصيل – المالكية(٢ / ٣٩٦)

قال محمد بن رشد : مذهب ابن القاسم أن المعادن ليست تبعاً للأرض ، وأمرها إلى الأمام يقطعها لمن يعمل فيها لا على سبيل تمليك أصلها كانت في أرض مملوكة أو غير مملوكة ؛ إلا أن تكون في أرض قوم قد صالحوا عليها ، فهم أملك بأرضهم ، فإن أسلموا رجع أمرها إلى الإمام ؛ هذا قول ابن القاسم في هذه الرواية : إن أهل الصلح إذا أسلموا على أرضهم رجع ما كان فيها من المعادن إلى الإمام ، وليس يلتئم على أصله : أن يرجع إلى الإمام من معادن أهل الصلح ، إلا ما ظهر في أرضهم منها بعد إسلامهم ؛ وأما ما ظهر فيها قبل إسلامهم ، فالواجب على أصله أن يكون لهم ؛ لأنهم (قد) أسلموا عليها ، مثل ذلك حكى ابن المواز عن مالك ،

التاج والإكليل – (٢ / ٣٣٤)

(وحكمه للإمام ولو بأرض معين إلا مملوكة لمصالح فله)

المقدمات الممهدات – (١ / ٢٩٩)

[القول في المعادن]...فصل فأما أصولها فاختلف فيها على قولين:

أحدهما: أنها ليست بتبع للأرض التي هي فيها، مملوكة كانت أو غير مملوكة، وأن الأمر فيها إلى الإمام يليها ويقطعها لمن يعمل فيها بوجه الاجتهاد حياة المقطع أو مدة ما من الزمان من غير أن يملكه أصلها،...هذا مذهب ابن القاسم وروايته عن مالك في المدونة ورواية يحيى عن ابن القاسم في العتبية.

والثاني أنها تبع للأرض التي هي فيها، فإن كانت في أرض حرة أو في أرض العنوة أو في الفيافي التي هي غير ممتلكة كان أمرها إلى الإمام يقطعها لمن يعمل فيها أو يعامل الناس على العمل فيها لجماعة المسلمين على ما يجوز له، ويأخذ منها الزكاة على كل حال. وإن كانت في أرض متملكة فهي ملك لصاحب الأرض يعمل فيها ما يعمل ذو الملك في ملكه...هذا مذهب سحنون ومثله لمالك في كتاب ابن المواز.... والقول الأول أظهر

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٤٦٠)

وفي شرح الجواهر: تجب إطاعته فيما أباحه الشرع، وهو ما يعود نفعه على العامة، وقد نصوا في الجهاد على امتثال أمره في غير معصية. وفي التتارخانية. إذا أمر الأمير العسكر بشيء فعصاه واحد لا يؤدبه في أول

(جاری ہے---)

دار الإفتاء

Scanned by CamScanner

وهلة بل ينصحه، فإن عاد بلا عذر أدبه اهـــ ملخصا. وأخذ البيري من هذا أنه لو أمر بصوم أيام الطاعون ونحوه يجب امتثاله.

تكملة فتح الملهم (۳/۳۲۳)

وأن المســلم يجب عليه ان يطيع أميره في الامور المباحة، فان امر الأمير بفعل مباح وجبت مباشرته، وان نهي عن امر مباح حرم ارتكابه.... ولكن هذه الطاعة كما انها مشروطة بكون امر الحاكم غير معصية، فانها مشروطة ايضا بكون الامر صادرا عن مصلحة لا عن هوي وظلم...إلخ

(۴)۔۔۔معدنی کوئلہ سے متعلق دستیاب مواد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معدنی کوئلہ درحقیقت ایک مخصوص قسم کا پتھر ہے جو بطور ایندھن کے استعمال ہوتا ہے (یعنی یہ آگ میں جلانے سے آہستہ آہستہ راکھ بن جاتا ہے، پگھلایا نہیں جاسکتا) لہذا جس طرح زمین سے نکلنے والے دیگر پتھروں (یاقوت، زمرد وغیرہ) میں خمس واجب نہیں ہے اسی طرح زمین سے نکلنے والے کوئلہ میں بھی خمس واجب نہیں ہے۔

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (۲ / ۶۷):

وَأَمَّا الْمَعْدِنُ فَالْخَارِجُ مِنْهُ فِي الْأَصْــلِ نَوْعَانِ: مُسْــتَجْسِـــدٌ وَمَائِعٌ، وَالْمُسْــتَجْسِـــدُ مِنْهُ نَوْعَانِ أَيْضًـــا: نَوْعٌ يَذُوبُ بِالْإِذَابَةِ وَيَنْطَبِعُ بِالْحِلْيَةِ كَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْحَدِيدِ وَالرَّصَاصِ وَالنُّحَاسِ وَنَحْوِ ذَلِكَ، وَنَوْعٌ لَا يَذُوبُ بِالْإِذَابَةِ كَالْيَـاقُوتِ وَالْبَلُّورِ وَالْعَقِيقِ وَالزُّمُرُّدِ وَالْفَيْرُوزَجِ وَالْكُحْلِ وَالْمَغْرَةِ وَالزِّرْنِيخِ وَالْجِصِّ وَالنُّورَةِ وَنَحْوِهَا، .... وَأَمَّا مَا لَا يَذُوبُ بِالْإِذَابَةِ فَلَا خُمُسَ فِيهِ وَيَكُونُ كُلُّهُ لِلْوَاجِدِ؛ لِأَنَّ الزِّرْنِيخَ، وَالْجِصَّ، وَالنُّورَةَ وَنَحْوَهَا مِنْ أَجْزَاءِ الْأَرْضِ فَكَانَ كَالتُّرَابِ، وَالْيَاقُوتَ، وَالْفُصُــوصَ مِنْ جِنْسِ الْأَحْجَارِ إلَّا أَنَّهَا أَحْجَارٌ مُضِيئَةٌ وَلَا خُمُسَ فِي الْحَجَرِ......إلخ

الفقه الإسلامي وأدلته (۴/ ۴۲۹)

قال الحنفية: في المعادن الخمس؛ لأن الركاز عندهم يشمل المعادن والكنوز بمقتضى اللغة، والباقي للواجد نفســه. وذلك في المعادن الصــلبة القابلة للطرق والســحب كالذهب والفضــة والحديد والنحاس والرصــاص. أما المعادن الصــلبة التي لا تقبل الطرق والســحب كالماس والياقوت والفحم الحجري، والمعادن الســائلة كالزئبق والنفط، فلا يجب فيها شــيء للدولة؛ لأن الأولى تشــبه الحجر والتراب، والثانية تشــبه الماء، ولا يجب في ذلك شيء للدولة....إلخ

الموسوعة العربية العالمية: (الفحم الحجري

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

الفحم الحجري صخر أسود أو بني اللون قابل للاشتعال والاحتراق. وعند احتراق الفحم الحجري فإنه يعطي طاقة على شكل حرارة. ويمكن استعمال الحرارة الصادرة عن احتراق الفحم الحجري في تدفئة المنازل، وفي عمل منتجات عديدة مختلفة. ولكن الاستخدام الأساسي لهذه الحرارة هو في إنتاج الكهرباء. وتعطي معامل إنتاج الطاقة باحتراق الفحم الحجري ثلثي الكهرباء المستهلكة في العالم. ويستعمل الفحم الحجري كذلك في إنتاج فحم الكوك .... الفحم الحجري كوقود. يعتبر الفحم الحجري وقودًا نافعًا بسبب وفرته واحتوائه على قيمة حرارية عالية نسبيًا. ومع ذلك يحتوي الفحم الحجري على شوائب معينة تحد من صلاحية استعماله كوقود. تشمل هذه الشوائب عنصر الكبريت ومعادن أخرى متنوعة..... واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم.

خالد خان

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵/ محرم/۱۴۴۱ھ

۱۵/ ستمبر/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ

مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۲۱/ محرم/۱۴۴۱ھ

۲۱/ ستمبر/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵/ محرم/۱۴۴۱ھ

۱۵/ ستمبر/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵/ محرم/۱۴۴۱ھ

۱۵/ ستمبر/۲۰۱۹ء

دارالافتاء

۹۱/۲۱۰۸

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفا اللہ عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۵/ محرم/۱۴۴۱ھ

۱۵/ ستمبر/۲۰۱۹ء

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹/ محرم/۱۴۴۱ھ

۱۹/ ستمبر/۲۰۱۹ء

Scanned by CamScanner